کے نام سے ارمبلیم میں باقاعدہ قائم ہو چکا ہے۔

۱۰۔ ٹامل۔ اس زبان میں "خطبات" کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ "تنقیحات" اور "رسالہ دینیات" کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ اب توقع ہے کہ دو مہینے کے اندر ٹامل دارالاشاعت مستقل طور پر قائم ہو جائیگا۔ اس کے لیے پورا وقت دینے والے دو کارکنوں کی خدمات حاصل کرلی گئی ہیں۔

۱۱۔ کنڑی۔ منگلور میں ہمارے حلقہ ہمدرداں نے کنڑی ترجمے اور اشاعت کا کام شروع کر رکھا ہے۔ ترجمہ تو وہ چھوٹے چھوٹے کئی پمفلٹوں کا کر چکے ہیں لیکن طباعت ابھی تک انھوں نے "سرور عالم" ہی کی کی ہے۔ طباعت اور اشاعت کا معیار بہت اچھا رکھا ہے۔ ترجمے کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن جس اہتمام اور ذمہ داری کے ساتھ انھوں نے یہ کام کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے توقع یہی کی جاتی ہے کہ ترجمہ بھی اچھا ہوگا۔

ان زبانوں کے علاوہ اس سال مدراس کے سفر میں امیر جماعت نے تلنگی اور مرہٹی دارالاشاعت قائم کرنے کی بھی ہدایت کی ہے اور اس کے لیے موزوں کارکن تلاش کیے جا رہے ہیں۔

فسادات اور جماعت اسلامی فسادات کا سلسلہ ویسے تو ۱۳ اپریل ۴۶ء کو یوپی کے فساد سے ہی شروع ہو گیا تھا لیکن اگست ۴۶ء سے تو یہ ملک میں اس طرح پھیلنا شروع ہو گیا جیسے خشک جنگل کو کسی نے آگ لگادی ہو۔ صدہا میل کے علاقوں میں باقاعدہ جنگیں لڑی گئیں اور وہاں کی اقلیتوں کو سرے سے مٹا دینے کی منظم مہمیں عمل میں لائی گئیں۔ یہ دیکھ کر ہمیں بے حد دکھ ہوا ہے کہ ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک دونوں قوموں کے لیڈروں اور اخبارات نے آگ لگانے میں تو پورا پورا حصہ لیا لیکن کوئی ایک بھی اللہ کا بندہ ایسا سامنے نہ آیا جس نے فی الواقع خلوص دل کے ساتھ یہ کوشش کی ہو کہ یہ فسادات ختم ہوں اور دونوں قوموں کے تعلقات عداوت و دشمنی کے بجائے صلح و محبت پر قائم ہوں۔ بہرحال شریف انسانوں کا فرض یہی ہے کہ وہ جہاں جتنی بھی قوت رکھتے ہوں خدا کی زمین پر امن اور انصاف قائم کرنے کی کوشش کریں اور اگر قوت ہو تو بزور بازو مفسد قوتوں کو روک دیں۔

جماعت اسلامی نے فسادات کی آگ بھڑکنے سے پہلے ہی اس کے آثار بھانپ لیے تھے بلکہ وہ کئی سال سے ہندوستان کے لوگوں کو یہ بتانے کی کوشش کر رہی تھی کہ جس راستے پر تم جا رہے ہو اس کا نتیجہ بجز باہمی جنگ اور سب کی تباہی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ستمبر ۴۶ء میں جب اس تباہی کے آثار صاف نظر آنے لگے تو مرکز میں مجلسِ شوریٰ کا اجلاس منعقد کیا گیا اور آنے والے فسادات کے بارے میں جماعت کا مسلک اور طرزِ عمل واضح طور پر متعین کر کے تمام ارکان جماعت کے نام حسب ذیل ہدایات بھیج دی گئیں:-

"سوال کیا جا رہا ہے کہ اگر کہیں فسادات رونما ہوں تو ہم کیا رویہ اختیار کریں۔ اس سلسلے میں عام ہدایات اس سے پہلے ترجمان القرآن میں دی جا چکی ہیں۔ اب مجلسِ شوریٰ کافی غور و خوض کے بعد حسب ذیل ہدایات دیتی ہے:

(۱) عام فسادات کی حالت میں ارکان جماعت کے لیے اپنے تحفظ کا سب سے بڑا ذریعہ ان کا اپنا اخلاقی رویہ اور ان کا قومی و نسلی تعصبات سے بالاتر رہ کر خیر و صلاح کی عملاً دعوت دینا ہے۔ اس معاملے میں ارکان جماعت جتنے زیادہ راست رو اور بے شر ہوں گے، اور جس قدر زیادہ بھلائی کرنے اور بھلائی کی طرف دعوت دینے میں سرگرم ہوں گے اسی قدر زیادہ فتنۂ عام کی آگ سے ان کا محفوظ رہنا متوقع ہے اور جس قدر زیادہ وہ بے عمل رہیں گے اسی قدر زیادہ خطرے میں رہیں گے۔

(۲) اگر فساد کی حالت میں کوئی رکن جماعت گھر جائے اور اس پر حملہ کیا جائے تو حتی الامکان اسے حملہ آوروں کو نصیحت کرنی چاہیے، اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو وہ اپنی مدافعت کے لیے ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔ اس صورت میں اگر اس کے ہاتھ سے کوئی مارا جائے تو مقتول کے خون کی ذمہ داری شرعاً خود مقتول ہی پر ہوگی، مدافعت میں ہاتھ اٹھانے والا عنداللہ بری ہوگا، اور اگر مدافعت کرنے والا خود مارا جائے تو وہ ان شاء اللہ شہید ہوگا۔

(۳) اگر کسی رکن جماعت کے سامنے ہندوؤں یا مسلمانوں کا کوئی گروہ کسی مظلوم پر دست درازی کر رہا ہو تو اس کو روکنے کی اور مظلوم کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ نیز اس سلسلے میں

خود اپنی جان بھی خطرے میں پڑ جائے تو اس خطرے کو انگیز کر لیا جائے۔

(۴) فسادات کی حالت میں اگر کوئی شخص یا خاندان خطرے میں مبتلا ہو، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اور خواہ وہ خود پناہ مانگے یا نہ مانگے، اپنی طرف سے کوشش کر کے اسے اپنی پناہ میں لے لیا جائے اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر بھی اس کی حفاظت کی جائے۔

(۵) فسادات کے زمانے میں جب کبھی اور جہاں کہیں موقع ملے عامۃ الناس کو اور اگر ممکن ہو تو فسادات بھڑکانے والے سرغنوں کو سمجھانے کی کوشش کی جائے، ان کو خدا سے ڈرایا جائے، اگر مسلمان ہوں تو ان کو دین کا حقیقی مقصد اور اس کے حصول کا صحیح طریقہ بتایا جائے اور ان پر واضح کیا جائے کہ یہ قومی کشمکش اور اس کے لیے یہ فساد کسی درجے میں بھی عنداللہ مقبول نہیں ہے اور اگر غیر مسلم ہوں تو ان پر نیشنلزم کے برے نتائج واضح کیے جائیں۔" (ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۵۔ صفحہ ۴۰۷)

مجلس شوریٰ نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ موجودہ حالات اور عام سیاسی فضا پر ایک مفصل اور مدلل اور مبنی بر انصاف بیان امیر جماعت مرتب کر کے شائع کریں اور اس میں یہ بتایا جائے کہ یہ حالات اور یہ سیاسی فضا کس چیز کا نتیجہ ہے اور ایک حق پرست انسان کو اس وقت کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟ لیکن مسلسل بیماری اور اپریشن کی وجہ سے امیر جماعت اب تک یہ بیان مرتب نہیں کر سکے۔

ہمیں یہ معلوم کر کے بہت زیادہ مسرت ہوئی ہے کہ ہمارے رفقا اور ہمدردوں اور متاثرین نے اکثر مقامات پر بہت اچھا کام کیا اور اپنے سیرت و کردار اور عدل و انصاف پر مبنی روش سے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی صحیح خدمت کی۔ لیکن ظاہر ہے کہ ارکان کی تعداد ملک میں ابھی آٹے میں نمک سے بھی کم ہے اس لیے جماعت کی اس روش کا اثر ابھی عام طور پر لوگ محسوس نہیں کر سکتے۔ تاہم امرتسر، راولپنڈی، ضلع جہلم، ضلع کیمبل پور، روڑی ضلع حصار اور بابا پور ضلع نظام آباد میں ہمارے ارکان اور ہمدردوں نے جو کام کیا ہے اس کا ذکر میں اس رپورٹ میں صرف اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو رفیق اور ہمدرد ابھی تک حیران ہیں کہ موجودہ ہنگامہ

کی فضا میں کیسے کام کیا جا سکتا ہے، انھیں معلوم ہو جائے کہ ان کے دوسرے رفقا نے ان حالات میں کس طرح کام کیا ہے۔

امرتسر کے ایک محلے میں ہمارے ایک ہمدرد نے دونوں قوموں کے مسلح اور متقابل گروہوں کو مسلسل چوبیس گھنٹے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر روکے رکھا اور رات دن ان کو سمجھاتے رہے اور بالآخر اپنے اہل محلہ کو فساد سے باز رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ فساد کے بعد جماعت کے لوگ سول ہسپتال میں پہنچے اور دیکھا کہ زخمیوں اور تیمارداروں سب میں فرقہ وارانہ خیالات کام کر رہے ہیں۔ ہمارے رفقا نے تمام زخمیوں کی بلا تمیز مذہب و قوم خدمت شروع کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو اور سکھ اور مسلمان سب زخمی اپنے اعزا سے بڑھ کر ان پر اعتماد کرنے لگے اور ان میں سے بیشتر لوگوں نے ہمارے رفقا کے پتے نوٹ کر لیے کہ بعد میں ان سے تعلقات رکھیں گے اور اس جماعت کے مسلک کو سمجھنے کی کوشش کریں گے جو ایسے لوگ تیار کرتی ہے، ہمارے رفقا کی اسی اخلاقی ساکھ کا نتیجہ تھا کہ ایک خالص غیر مسلم آبادی میں جماعت کے مکتبہ کو ایک سکھ نے ہندو اور سکھ بلوائیوں کا مقابلہ کر کے بچا لیا۔

راولپنڈی میں ہمارے ایک رکن اور ایک ہمدرد کا کام بھی قابل رشک رہا۔ جس محلے میں یہ رہتے ہیں وہ بجز ان کے دو گھروں کے سارا ہندوؤں اور سکھوں کا محلہ ہے اور ان دونوں کے گھر بھی ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہیں لیکن یہ دونوں نہ صرف خود محفوظ رہے بلکہ مسلسل اور لگاتار جد و جہد سے انھوں نے اپنے محلے کے غیر مسلم لوگوں کو بھی فساد سے باز رکھا اور اس سے بچا لیا بلکہ ان کے اخلاقی اثر کا نتیجہ تھا کہ ہمارے دوسرے مقامی رفقا اور ہمدرد ان کی خبر گیری کے لیے عین فساد کے مواقع پر رات دن اس محلے میں جاتے رہے لیکن کسی غیر مسلم نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

ضلع جہلم جہاں مسلمان فسادیوں نے بہار اور گڑھ مکتیشور کے غیر مسلم فسادیوں کی پوری تقلید کی اور غیر مسلم اقلیت پر بے پناہ مظالم توڑے، وہاں ہمارے رفقا نے اپنے حدود اثر میں مظلوموں کی حمایت و حفاظت کا فرض جس طرح انجام دیا اس کا اعتراف خود ایک مقامی ہندو لیڈر نے ہندوؤں کے ایک وفد کے سامنے اس طرح کیا:

"اس علاقہ بھر میں ہمیں ان لوگوں کی ہستی پر فخر ہے۔ انھوں نے اپنے اخلاقی فرض کو ادا کرنے میں از حد اور جان توڑ کوششیں کیں۔ ان کی دی ہوئی چند اسلامی کتابیں "سلامتی کا راستہ"، "اسلام کا نظریہ سیاسی"، "اسلام اور جاہلیت" اور "جہاد فی سبیل اللہ" کا میں نے مطالعہ کیا اور اخبار کوثر بھی متواتر پڑھتا رہا۔ اس وقت اگر کوئی صحیح سوسائٹی ہے تو وہ ان حضرات کی ہے جو صحیح انسانی اخلاقی اصولوں پر کام کر رہی ہے۔ موجودہ لیڈروں اور اخبار نویس ایڈیٹروں کو ہٹا کر پرے بٹھا دیا جائے تو آج ہی ہندو مسلم فساد مٹ سکتا ہے اور دونوں قومیں گلے مل سکتی ہیں۔"

کیمبلپور میں ہمارے ایک رفیق کے کچھ کاشتکار بھی لوٹ مار میں شریک ہوئے۔ انھیں پتہ چلا تو وہ فوراً بیماری کی حالت میں ہی موقعہ پر پہنچے اور جو مال ان کے قبضہ میں پایا گیا وہ اصل مالکوں کو واپس دلا دیا اور ہندو اور سکھ آبادی کو اطمینان دلایا کہ وہ ان کی پناہ میں ہیں، انھیں کوئی خطرہ نہیں وہ پہلے مر جائیں گے تو انھیں کوئی ہاتھ لگا سکے گا۔

روڑی ضلع حصار میں بھی عید کے موقعہ پر دونوں قوموں میں بہت کھچاؤ پیدا ہو گیا لیکن مقامی جماعت کے امیر کے حسن اخلاق اور حسن تدبیر نے حالات کو ایسا خوشگوار بنا دیا کہ فضا بالکل صاف ہو گئی۔

بابا پور ضلع نظام آباد میں بھی دونوں قوموں کے حالات اس درجہ خراب ہو گئے تھے کہ دونوں فریقوں نے ہتھیار نکال لیے تھے لیکن مقامی جماعت نے رات دن کام کر کے اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر فضا کو ہموار کیا۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترک جلسہ اور چاء کی دعوت ہوئی اور خود ہندوؤں نے تقریباً اسی قسم کے جملے کہے جو جہلم کے سلسلے میں بیان ہو چکے ہیں اور دونوں قوموں کو یقین دلایا کہ اطمینان رکھو جہاں جماعت اسلامی کے لوگ موجود ہوں گے وہاں انشاء اللہ فساد نہیں ہوگا۔

نواکھالی کے فساد کے بعد ہمیں فوراً یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ جماعت اگرچہ ابھی تک اتنی وسیع نہیں ہوئی ہے کہ اس پر کسی بڑے پیمانے پر ایسی ذمہ داریاں عائد ہوں جیسی دوسری بڑی ہندو اور

مسلمان جماعتوں پر ہیں لیکن بہر حال جماعت کو اپنی وسعت وسائل کی حد تک مظلومین فساد کی امداد اور ڈھارس بندھانے کا انتظام کرنا چاہیے مگر ہمیں افسوس ہے کہ مشرقی بنگال میں ہمارا کوئی ایک رکن یا ہمدرد بھی نہ تھا اور نہ وہاں ہماری آواز ہی پہنچی تھی اس لیے ہم نواکھالی میں کوئی کام نہ کر سکے اس کے بعد بہار میں مسلمانوں کا جب قتل عام ہوا تو ہم نے پٹنہ میں اپنا کیمپ قائم کیا وہاں کی مقامی جماعت کی امداد کے لیے مرکز سے اپنے محترم رفیق محمد عبد الجبار غازی صاحب کو معہ مرکزی تربیت گاہ کے وہاں منتقل کر دیا اور وہ اب تک وہاں کام کر رہے ہیں۔

بہار میں اب تک جماعت نے جو کام کیا ہے اس کی کوئی واقعی رپورٹ تو اسی وقت پیش کی جا سکے گی جبکہ ہمارے کارکن اپنے پروگرام کو پورا کر کے وہاں سے واپس آجائیں گے کیونکہ ہم نے وہاں کے لیے کام کا جو نقشہ مرتب کر کے اپنے کارکنوں کے حوالے کیا ہے وہ کسی عاجلانہ اور فوری کام کا نقشہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک صبر آزما اور دیر طلب پروگرام ہے۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ اس کام کا خاکہ بتایا جا سکتا ہے جو وہاں ہمارے رفقا کے سامنے ہے اور جس کی تکمیل کے ارادے سے وہ اب تک وہاں جمے ہوئے ہیں۔ بہار میں ہم حسب ذیل کام کرنا چاہتے ہیں:۔

(۱) سب سے مقدم کام یہ ہے کہ وہاں کے مسلمانوں پر، اکثریت کے بے تحاشا مظالم اور انکی اپنی تعداد کی غیر معمولی کمی کی وجہ سے خوف وہراس کی جو حالت طاری ہو گئی ہے اس کو دور کر کے ان کی ہمت بندھائی جائے۔ اس بات کی ضرورت کچھ تو اس وجہ سے تھی کہ جو لوگ بہار میں مسلمانوں کے پیش پیش تھے ان کے ذہن خود منتشر تھے جس کی وجہ سے ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ کسی ہمت ہاری ہوئی بھیڑ کی پراگندگی کو دور کر کے اس کو از سر نو مجتمع اور پا بر جا کر سکیں گے اور کچھ اس وجہ سے تھی کہ آج مسلمان لیڈروں پر بھی قومیت پرستی کا وہی روگ مسلط ہے جو دنیا کی دوسری قوموں پر مسلط ہے اس وجہ سے یہ مسلمانوں کی پست ہمتی کو دور کرنے کے لیے اگر کچھ کر سکتے ہیں تو صرف یہ کر سکتے ہیں کہ ان کے قومی تعصب کو بھڑکا کر ان کے اندر کچھ جوش پیدا کر دیں۔ ہمارے نزدیک اس طرح کا جوش بجائے خود ایک مہلک بیماری ہے جس کو اسلام نے حمیت جاہلیت کے

نام سے پکارا ہے اس وجہ سے ہم نے یہ چاہا کہ اس موقع پر ہم اپنے امکان بھر بہار کے مسلمانوں کے اندر وہ صحیح اسلامی روح پیدا کرنے کی کوشش کریں جو موجودہ خطرناک حالات میں ان کی ہمت بھی بندھائے اور ان کے طرز فکر اور طریق کار میں بھی تغیر پیدا کرے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ایک اقلیت کی حیثیت میں پا رہے ہیں اور ان کے غیر مسلم پڑوسی ان کو اپنے لیے رحمت کے بجائے مصیبت خیال کر رہے ہیں۔ ہم اس بات پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ اگر مسلمان سچے مسلمان بن جائیں اور اپنی ان ذمہ داریوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ جائیں جو شہداء اللہ فی الارض ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے غیر مسلم بھائیوں کی اصلاح سے متعلق ڈالی ہیں تو کم از کم جہاں تک خود ان کا تعلق ہے ان کا رویہ اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ فوراً ہمدردانہ ہو جائے گا اور توقع ہے کہ اس کے جواب میں غیر مسلموں کے رویہ میں بھی نہایت خوشگوار تبدیلیاں ہوں گی اور وہ اپنے اچھے پڑوسیوں کی اچھی باتوں اور ان کے اچھے کاموں سے اچھے سبق لیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا (جس کا اندیشہ بہت کم ہے) بلکہ وہ مخالفت اور عداوت ہی پر تلے رہے اور اس عداوت و مخالفت کے جنون میں انھوں نے اس سے زیادہ مظالم مسلمانوں پر ڈھائے جو انھوں نے بہار میں پچھلے دنوں ڈھائے ہیں تو ان سے مسلمانوں پر وہ خوف و ہراس نہ طاری ہوگا جو اس وقت طاری ہے بلکہ ان کی سچی خدا ترسی کی وجہ سے ان مظالم سے ان کی ہمت و قوت میں اضافہ ہوگا اور وہ شکستہ دل ہونے کے بجائے دگنے جوش و حوصلہ کے ساتھ نہ صرف اپنے کام کو جاری رکھیں گے بلکہ اپنے اوپر ظلم ڈھانے والے غیر مسلموں کے ساتھ اپنی شفقت و ہمدردی بھی باقی رکھیں گے۔ اس صورت میں لازمی طور پر اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہوگی اور کچھ سنگ دل قسم کے لوگ اگر ان کو ستائیں گے، ان کو گھروں سے نکالیں گے، اور ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے ہوں گے تو خدا انھی غیر مسلموں کے اندر سے ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جو اپنے ان صالح اور مصلح پڑوسیوں کے ساتھ نہ صرف ہمدردی کریں گے بلکہ ان کا پورا پورا ساتھ دیں گے لیکن قوم پرستی کا برا ہو کہ اس نے اس سیدھی اور صاف راہ کی طرف آنے سے مسلمانوں کو روک دیا ہے۔ اور اب ان میں دو ہی قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں یا تو وہ لوگ ہیں

جو وطنی قومیت کے خبط میں مبتلا ہو کر مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز ہی سرے سے کھو بیٹھے ہیں یا پھر وہ لوگ ہیں جو نسلی قومیت کے تعصب میں اس قدر خرد باختہ ہو گئے ہیں کہ اپنے اور غیر مسلموں کے درمیان عداوت کے تعلق کے سوا اور کسی تعلق کا امکان ہی نہیں سمجھتے۔

۲- دوسرا کام ہمارے رفقا کے سامنے یہ ہے کہ مسلمانوں کو مشورہ دیں کہ اپنی بستیاں الگ الگ خطوں (Pockets) کی شکل میں بنائیں۔ یہ مشورہ درحقیقت ہے تو حکومت کے سامنے پیش کرنے کا کیونکہ یہ کام عام لوگوں کے کرنے کا نہیں بلکہ حکومت ہی کے کرنے کا ہے لیکن جن لوگوں کے ہاتھوں میں آج حکومت کی باگ ہے ان سے ہم کو یہ امید نہیں ہے کہ وہ اپنے اغراض کے خلاف کوئی بات محض اس وجہ سے مان لیں گے کہ وہ معقول اور امن پسندانہ ہے اس وجہ سے ہم نے یہ راہ اختیار کرنے کے بجائے اپنے کارکنوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلمان بستیوں کا کوئی خاص حلقہ منتخب کر کے وہاں کے مسلمانوں کے اندر انصار اور مہاجرین کی اسپرٹ پیدا کرنے کی کوشش کریں جن لوگوں کو منتقل کرنا ہو ان کے اندر ایسا جذبہ پیدا کیا جائے کہ ان کو اپنا اخلاقی اور دینی مفاد اتنا عزیز ہو جائے کہ اس کے لیے وہ ہر طرح کی عسرت اور تکلیف برداشت کر لینے پر آمادہ ہو جائیں اور جن لوگوں کی طرف منتقل کرنا ہو ان کے اندر ایثار کا وہ جذبہ پیدا کیا جائے کہ وہ منتقل ہونے والوں کو بخوشی اپنی زمینوں اور اپنی املاک میں شریک بنانے پر راضی ہو جائیں۔ اصلی چیز دلوں کے اندر جگہ کا پیدا ہونا ہے جب یہ چیز پیدا ہو جائے گی تو زمین بھی فراخ ہو جائے گی اور وسائل معیشت میں بھی برکت ہو گی۔ اس طرح ایک پاکٹ بھی اگر مسلمانوں کی اپنی ہمت و ایثار سے بن گیا تو اس کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہو گا کہ اس کوشش میں آپ سے آپ مسلمانوں کی اخلاقی تربیت نہایت اعلیٰ درجہ کی ہو جائے گی اور دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ یہ پاکٹ ایک نمونہ کا کام دے گا جس کی نقل دوسرے خطوں کے مسلمان بھی کریں گے اور اس طرح آہستہ آہستہ یہ کام حکومت کی مدد کے بغیر بلکہ اس کے علی الرغم انجام پا جائے گا اور جب حکومت یہ محسوس کرے گی کہ اقلیت اپنے تحفظ کے جائز وسائل اختیار کرنے پر تل گئی ہے تو بالآخر وہ بھی مجبور ہو گی کہ ان کے املاک و جائداد کے لیے کوئی ایسی شکل پیدا کرے کہ حقدار اپنے حقوق سے محروم نہ رہیں۔

(۳) تیسری چیز ہمارے رفقاء کے سامنے یہ ہے کہ اپنی استطاعت بھر امداد کا کام (ریلیف) کریں اس سلسلہ میں ہم نے اپنے کارکنوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ اس معاملہ میں مسلم وغیر مسلم کے درمیان ہرگز کوئی تفریق نہ کی جائے۔ اگر غیر مسلم بھی امداد کے مستحق ہوں تو ان کی بھی تا حد امکان ہر طرح کی امداد کی جائے نیز ہم کو یہ معلوم ہوا تھا کہ بہار کے آفت زدہ علاقہ میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو یوں تو سخت محتاج مدد ہیں لیکن وہ ریلیف کمیٹیوں اور ان کے امدادی کیمپوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں۔ یہ اپنی شرافت اور خودداری کی وجہ سے ریلیف کمیٹیوں اور امدادی کیمپوں کے دروازے کھٹکھٹانے پر آمادہ نہیں ہیں اور کوئی ایسا امدادی ادارہ اس علاقہ میں موجود نہیں ہے جو خود ان کا کھوج لگا کر ان کی امداد کرے۔ ہم نے اس ضرورت کو محسوس کر کے اپنے کارکنوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ امکانی کوشش کر کے اس طرح کے متعفف اور خوددار لوگوں کا سراغ لگائیں اور ان کے حالات درست کرنے کی کوشش کریں۔ علاوہ ازیں ایسے لوگوں کی تعداد بھی فساد زدہ علاقہ میں کچھ کم نہیں تھی جو اپنے قیمتی سامان اور املاک از قسم زیورات وغیرہ اونے پونے بیچ رہے تھے۔ ہم نے اس سلسلہ میں بھی کچھ ضروری ہدایات اپنے کارکنوں کو دی ہیں کہ اول تو وہ لوگوں کو اس طرح کے اقدام سے باز رکھنے کی کوشش کریں اور اگر باز رکھنا ممکن نہ ہو تو کم از کم اس کا بندوبست کیا جائے کہ ان کی چیزیں بازار کے نرخ پر بک جائیں۔" (ترجمان القرآن جلد ۳۰ عدد ۴۔ صفحہ ۱۹۶ تا ۱۹۹)

اب شمالی مغربی پنجاب اور ملتان ڈویژن میں جو فسادات ہوئے ہیں وہاں بھی کام شروع کرنے کے لیے ہم نے دورے کے لیے جماعت کے معتمد اصحاب کو بھیجا۔ راولپنڈی ڈویژن کی رپورٹ ہمارے پاس آچکی ہے اور کام کا نقشہ اور پروگرام زیر غور ہے۔ ملتان سے ابھی کوئی رپورٹ نہیں پہنچی لیکن اب یہ ریلیف کا کام اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ بہار کی طرح کوئی کل ہند ریلیف کیمپ قائم کرنا ممکن نہیں رہا۔ اب یہی ہو سکتا ہے اور ہم کر بھی یہی رہے ہیں کہ ہر علاقہ کے ارکان کو مرکز سے ہدایات دے کر اسی علاقے میں کام پر لگا دیں اور وہ خود اس کام کو سنبھالیں اب یہ ممکن نہیں ہے کہ دوسرے علاقوں سے کارکن کسی جگہ بھیجے جائیں۔ اس لیے بہار میں بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہاں کے کام کو بھی اب مقامی جماعت